السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

والتھم سٹولندن سے محمد اقبال و محمد رفیق صاحبان لکھتے ہیں

لفظ ''مہر'' کے معنی اوروجہ تسمیہ کیا ہے؟

مہر کی ادائیگی کے بارے میں دو مکاتب فکر ہیں۔ اولاً یہ کہ وقت نکاح ادائیگی مہر لازمی قرار دی گئی ہے وگرنہ تکمیل نکاح نہیں قرار پاتی۔ دوم یہ کہ وقت طلاق ادائیگی مہر شرط طلاق ہے۔ صحیح صورت کیا ہے تفصیل سے لکھیں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

مہر کے لغوی معنی ہیں بدلہ اور عوض اور شرعی طور پر اس مال کو کہا جاتا ہے جس وہ وہ جانده اٹھاسکے اور خرچ بھی کرسکے۔ یہ معجل بھی ہوتا ہے اور موجل بھی۔ یا دوسرے الفاظ میں۔

اسلام میں وہ چیز جو خاوند نکاح کے سلسلے میں بیوی کو پیش کرتا ہے جس سے وہ جلد یا بدیر فائدہ حاصل کرتی ہے اسے مہر کہا جاتا ہے۔ مہر کے علاوہ اس کےلئے لفظ صداق استعمال ہوا ہے۔ بعض فقہاء نے اس کےلئے ۹نام ذکرکئے ہیں۔ دراصل یہ وہ عطیہ ہے جو خاوند کی طرف سے بیوی کو دیا جاتا ہے اوریہ وہ ہدیہ ہے جسے وہ پیش کرتا ہے بعض نے اس کا شرعی معنی یہ کیا ہے کہ وہ مال جو خاوند کےلئے ادا کرنا ضروری ہے اس فائدے کے مقابلے میں جو وہ بیوی سے حاصل کرتا ہے۔ بعض نے اس فائدے کا معاوضہ قرار دیا ہے جو خاوند اٹھاتا ہے۔

صحیح بات یہ ہے کہ معاوضہ نہیں بلکہ ایک ہدیہ اور عطیہ ہے جو خاوند کےلئے ضروری ہے کہ اسے ادا کرے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔

وَءاتُوا النِّساءَ صَدُقـٰتِهِنَّ نِحلَةً   ٤ ... سورة النساء

کہ اپنی عورتوں کو ان کے مہر عطیہ کے طور پر ادا کرو اس لئے یہ ہے تو عطیہ مگر اختیاری نہیں بلکہ واجب ہے اور بہتر اور افضل یہی ہے کہ خاوند بیوی سے پہلی ملاقات سے قبل اسے ادا کردے جیسا کہ حضرت فاطمہؓ کے نکاح کے وقت رسول اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ کو نصیحت فرمائی تھی۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کیا مہر کی ادائیگی نکاح کی صحت کےلئے شرط ہے اورنکاح کے وقت اس کا ادا کرنا ضروری ہے 'اس مسئلے میں یوں تو فقہاء کی مختلف آراء ہیں لیکن قرآن وسنت کی روشنی میں جو بات درست معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ نکاح کے وقت اس کی ادائیگی شرط نہیں ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

لا جُناحَ عَلَيكُم إِن طَلَّقتُمُ النِّساءَ ما لَم تَمَسّوهُنَّ أَو تَفرِضوا لَهُنَّ فَريضَةً   ٢٣٦ ... سورة البقرة

''یعنی تم عورتوں کو طلاق دے سکتے ہو ایسی حالت میں بھی جب نہ تو تم نے انہیں ہاتھ لگایا اور نہ ہی مہر مقرر کیا۔''

اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مہر مقرر کئے بغیر نکاح کے وقت اس کا نام لئے بغیر نکاح ہوچکا تھا اسی لئے تو ایسی صورت میں بھی طلاق کا حق دیا۔ ظاہر ہے کہ نکاح ہوگا تب ہی طلاق ہوگی۔ ہاں بعد میں اسے مہر بہر حال دینا ہوگا۔ اگر مہر کی مقدار پر اتفاق نہ ہوسکے تو پھر خاندان کی یا اس طرح کی عورتوں کے جو مہر مقرر ہیں ان کی مثال سامنے رکھ کر مہر ادا کیا جائے گا۔

جہاں تک طلاق کے وقت مہر کی ادائیگی کا مسئلہ ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ نکاح کے فوراً بعد طلاق دے دی اور دونوں کے درمیان ازدواجی تعلق بھی قائم نہیں ہوا یعنی مباشرت نہیں کی تھی تو ایسی صورت میں عورت نصف مہر لینے کی حق دار ہوگی یعنی اگر مہر موجل تھا اور نقد ادا نہیں کیا گیا تھا تو اب طلاق کے موقع پر یہ شرط ہے کہ وہ نصف مہر ادا کرے اور اگر معجل تھا یعنی نکاح کے وقت ادا کردیا گیا تھا تو عورت صرف نصف مہر رکھنے کی مجاز ہوگی۔ باقی نصف واپس لوٹانا ہوگا۔

قرآن حکیم میں اس کی تصریح اس آیت میں کردی گئی ہے۔

وَإِن طَلَّقتُموهُنَّ مِن قَبلِ أَن تَمَسّوهُنَّ وَقَد فَرَضتُم لَهُنَّ فَريضَةً فَنِصفُ ما فَرَضتُم   ٢٣٧ ... سورة البقرة

''یعنی اگر تم نے عورتوں کو طلاق دی اس سے پہلے کہ تم ان سے مباشرت کرو اور تم نے مہر مقرر کردیا تھا ایسی حالت میں جو تم نے مقرر کیا اس کا نصف ادا کرنا ہوگا'' اور اگر ایسی صورت پیش آتی ہے کہ نکاح کے فوراً بعد طلاق کی ''

نوبت آجاتی ہے نہ اس نے مباشرت کی اور نہ ہی مہر کی کوئی رقم مقرر ہوتی تھی ایسی صورت میں خاوند کو اپنی استطاعت کے مطابق کچھ مدد کرنا ہوگی۔ اس کے علاوہ کسی چیز کا دینا اس کے لئے بھی ضروری نہیں ہے۔

اس کی تصریح سورہ بقرہ کی دوسری آیت میں کردی گئی ہے۔

''اگر تم عورتوں کو ایسی حالت میں طلاق دو کہ نہ تم نے انہیں ہاتھ لگایا تھا (یعنی مباشرت نہیں کی تھی) اور نہ ہی کوئی مہر مقرر ہوا تھا ایسی صورت میں وسعت والے کو اپنی حالت کے مطابق اور تنگی والے کو اپنی حالت کے مطابق (عورت کو خرچ دینا ہوگا اور یہ فائدہ اچھے انداز میں پہنچانا چاہیئے۔'' (البقرہ: ۲۳۶)

اور اگر مباشرت کے بعد طلاق دیتا ہے تو ایسی صورت میں طلاق کے وقت پورا مہر ادا کرنا ضروری ہے اور اگر مہر مقرر نہیں ہوا تھا تو ایسی صورت میں اسے مہر مثل یعنی خاندان میں اس طرح کی عورتوں کی مثال سامنے رکھتے ہوئے مہر ادا کرنا ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا یہ واقعہ بھی اس رائے کی تائید کرتا ہے کہ نکاح کے وقت مہر کی ادائیگی شرط نہیں ہے کہ ان کے پاس ایک سائل یہ سوال لے کر آیا کہ عورت کا خاوند فوت ہوگیا اور اس کا مہر ادا نہ ہوا تھا اب اس کی وراثت میں سے اس کے مہر کا کیا حکم ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ایک ماہ تک اس پر غور فرماتے رہے اور آخر میں فرمایا: اس بارے میں اپنی رائے کے مطابق کچھ کہوں گا اگر صحیح ہو تو اللہ اور رسول کی جانب سے اور اگر خطا ہوئی تو وہ میری اپنی خطا ہوگی اور پھر فرمایا: اس عورت کے لئے مہر مثل ہوگا۔ یہ سن کر مجلس سے دو آدمی کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کے بارے میں جس کا نام بروعہ بنت واشق تھا یہی فیصلہ فرمایا تھا۔ اس پر حضرت ابن مسعود بہت خوش ہوئے۔

بہر حال مقصد یہ ہے کہ نکاح کے وقت مہر کی ادائیگی شرط نکاح نہیں بلکہ اس موقع پر مقرر بھی نہیں کیا تب بھی نکاح ہوجائے گا اور طلاق کی نوبت آئے تو پھر اس کے لئے مہر کا ادا کرنا شرط ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ صراط مستقیم

ص383

محدث فتویٰ